الحمدللہ رب العالمین ، ماشاءاللہ

ایڈیشن نمبر 5
جون 2023

محمد علی حسن (مینیجنگ ڈائریکٹر)

اے ۔ایم انٹر نیشنل

کاروبار کی دنیا

AMI
Flavours & Fragrances ™

AliMagnus

appletorose

www.aminternational.pk

www.fakeer.pk

اس کتاب میں موجود اہم موضوعات

1۔ میرا نوکری سے کاروبار تک کا سفر۔ بزنس مینجر سے بزنس مین تک کا سفر

2۔ بزنس مین اور بزنس مینجر میں فرق

3۔ اپنے منافع کے مارجن کو کم نہ کریں، یہ آپ کی بزنس لائف لائن ہے۔اپنے کاروبار کا خون بہنے نہ دیں۔

4۔ کاروبار میں ذاتی تعلقات کا استعمال کرنے کی زیادہ کوشش نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ کوالٹی، معیار اور برانڈ پر محنت کرنی چاہیئے۔

5۔ پاکستان کے بدترین معاشی حالات کی ایک بہت بڑی وجہ پاکستانی بزنس مین کی تذلیل کرنا اور ان کو ڈرانا اور Tension دینا ہے۔ اپنے سیاسی مفادات کے لیے ملک کی معاشی ریڑھ کی ہڈی سے مت کھیلیں۔

6۔ پاکستان میں ایک بہت بڑا ایسا مافیا ہے، جو کہ اصل میں پاکستان کے کئی مسائل کی جڑ ہے۔ مگر ہم اس مافیا کا نام تک نہیں لیتے۔

7۔ ملکی معیشت کے لیئے بہتر کیا ہے؟ جمہوریت یا مارشل لا، (ڈیکٹیٹر شپ)- دیکھیئے کہ 1991 کے بدترین معاشی بحران سے بھارت کیسے نکلا۔

8۔ پاکستانی بزنس، اور معیشت کا ایک انتہائی مثبت پہلو۔۔۔ جو اس کی اصل طاقت ہے۔

9۔ چند اہم کاروباری نکات۔

10۔ جنت کے ٹکٹ سے مریخ تک کا سفر۔

11۔ کسی انسان کی کامیابی یا ناکامی میں، آخر کتنا حصہ، اس کی تعلیم، اور محنت کا ہوتا ہے؟ اور کتنا حصہ تقدیر (قسمت) کا ہوتا ہے؟

12۔ کئی کم علم لوگ کہتے ہیں کہ، پاکستان ایک غیر محفوظ ملک ہے۔ کیا پاکستان میں انسان کا جان ومال، اولاد اور ایمان، زیادہ محفوظ ہے، یا امریکہ، یورپ، UAE، سعودی عرب، وغیرہ میں ہے؟ آج حقائق جانیئے۔

13۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ، پاکستان کے حالات بہت خراب ہیں، اسی لیئے، پاکستان کے ذہین اور قابل لوگ پاکستان کو تیزی سے چھوڑ کر امریکہ یا یورپ وغیرہ میں شفٹ ہوتے جا رہے ہیں۔

14۔ پہلے عام لوگوں اور خاص لوگوں کا فرق سمجھیں۔ تاکہ آپ کو خاص لوگوں کی قدر ہو سکے۔

15 جون 2023

الحمدللہ رب العالمین ، ماشاءاللہ

1 میرا نوکری سے کاروبار تک کا سفر۔ بزنس مینجر سے بزنس مین تک کا سفر

- 1997 میں MBA کیا۔
- پہلی نوکری 1997 سے 2002 تک۔ فوڈ فلیورز اور خشبویات بنانے والی ایک کمپنی میں۔
- دوسری نوکری 2002 سے 2004 تک۔ یہ بھی فوڈ فلیورز اور خشبویات بنانے والی کمپنی تھی۔
- تقریبا 7 سال تک فوڈ فلیورز اور خشبویات کی انڈسٹری میں نوکری کرنے کے بعد 2004 میں خود استخارہ کرکے، اپنے قریبی فیملی ممبرز کے مل کر اپنی ایک فوڈ فلیورز اور خشبویات بنانے کی فیکٹری کا آغاز کیا۔

شروع میں اندازہ تھا، کہ 2 سال تک کمپنی منافع میں آجائے گی۔ مگر سارے اندازے جلد ہی تبدیل ہونے لگ گئے۔ 2 سے 4 اور 4 سے 6 سال اور 6 سے 8 سال اور 8 سے 10 سال ہوگئے، مگر کاروبار منافع میں نہیں آسکا۔ کمپنی پر قرضے چڑھنے شروع ہوگئے، حالات یہاں تک پہنچ گئے کہ، قرضہ لینے کے لیئے اپنا ذاتی رہائشی مکان تک گروی رکھنا پڑ گیا۔ بلکہ میرے دوسرے بزنس پارٹنر کا بھی ذاتی رہائشی مکان بھی گروی رکھنا پڑ گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہم اپنے کام میں لگے رہے۔ یہاں تک کہ 10 سال ہوگئے۔ مگر کاروبار جھٹکے ہی لیتا رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ان شروع کے 10 سالوں میں بھی ہر سال کمپنی کے ٹیم ممبرز کی سالانہ تنخواہ اور مراعات پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا گیا۔ اور کمپنی کے اکاؤنٹنٹ کے علاوہ کسی دوسرے کو کمپنی کی مالی پریشانیوں سے آگاہ نہیں کیا گیا۔

کئی اندر کی خبر رکھنے والے دوست حیران ہوتے تھے، کہ آپ کو ان شدید مالی پریشانیوں اور دباؤ کے باوجود رات کو نیند کیسے آجاتی ہے۔ تو میرا جواب ہوتا تھا، کہ یہ کاروبار میں نے استخارہ کرکے شروع کیا ہے۔ اور میرے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے کہ، جو استخارہ کرتا ہے، کبھی نامراد نہیں ہوتا۔ لہذا ان شاءاللہ تعالیٰ یہ کاروبار ضرور کامیاب ہوگا۔ دیر ہو سکتی ہے، لیکن نامرادی نہیں ہو سکتی۔ لہذا لگے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مہربانی سے تقریبا 2014 میں حالات بہتر ہونا شروع ہوئے اور آہستہ آہستہ کاروبار بہتری کی طرف ہونا شروع ہوگیا۔ یعنی 10 سال کاروبار کے اور 7 سال کی نوکری، **یعنی تقریبا 17 سال کے بعد آہستہ آہستہ حالات میں بہتری آنا شروع ہوئی۔**

لہذا میرا تجربہ یہی بتاتا ہے، کہ 18 سے 20 سال کسی بھی کاروبار کو مناسب سیٹ ہونے میں لگ ہی جاتے ہیں۔ صرف کچھ لوگ ہی راتوں رات کامیاب ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر وقت لگتا ہے۔ لہذا صبر اور حوصلہ کا دامن مت چھوڑیں۔ جھوٹ اور بے ایمانی پر اپنے کاروبار کی بنیاد کبھی مت رکھیں۔ خوش اخلاقی، سچ، محنت، اور انسانیت کو اپنی ذات کا حصہ بنا لیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ کبھی بھی ناکام نہیں ہوں گے۔

محمد علی حسن (مینجنگ ڈائریکٹر)

اے ایم انٹر نیشنل

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

2۔ بزنس مین اور بزنس مینجر میں فرق

بزنس مینجرز، وہ ہوتے ہیں، جو بزنس مین کے کاروبار میں، بزنس مین کی مدد کرتے ہیں۔ مگر خود کاروبار کرنے کا حوصلہ نہیں کرتے۔ جبکہ، بزنس مین وہ ہوتا ہے، جو کاروبار، یا کاروباری ادارہ بناتا ہے۔ بزنس مین وہ ہوتا ہے، جو صرف خواب ہی نہیں دیکھتا، بلکہ اس خواب کی تعبیر کے لیے دن رات ایک بھی کرتا ہے۔ اکثر بزنس مینجرز بہت پڑھے لکھے ہوتے ہیں، جبکہ اکثر بزنس مین، مناسب پڑھے لکھے، اور کئی بزنس مین تو تقریباً ان پڑھ بھی ہوتے ہیں۔

بزنس مینجرز سہولیات کے بغیر کام نہیں کر سکتے۔ وہ ملٹی نیشنل کمپنیوں میں نوکری تو کرنا چاہتے ہیں، مگر بڑی کمپنی کی نوکری چھوڑ کر اپنا چھوٹا سا کاروبار شروع کرنے کا حوصلہ نہیں کرتے۔ **جبکہ، بزنس مین، وسائل کی کمی کی شکایت نہیں کرتا، بلکہ** اس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے، اس کے مطابق ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ بزنس مین، جلد فیصلہ کرتا ہے، اور رسک لینے کا حوصلہ رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سارے کامیاب بزنس مین، انتہائی غربت سے اپنا کاروبار شروع کرتے ہیں، اور وسائل کی کمی کا رونا رونے کی بجائے، جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے، اس سے کام شروع کر دیتے ہیں، لوگوں کی پرواہ نہیں کرتے، بلکہ اپنے خواب کی تعبیر میں دن رات لگا دیتے ہیں۔ جبکہ، بزنس مینجرز، رسک نہیں لیتے، بلکہ گارنٹی لے کر کام کرتے ہیں۔ ایک نوکری کے بعد دوسری نوکری، زیادہ تنخواہ، مراعات اور بہتر ملازمت کی گارنٹی پر نوکری تبدیل کرتے رہتے ہیں۔

بزنس مین، وہ ہوتا ہے، جو ایک پلیٹ فارم تیار کرتا ہے۔ کمپنی یا کاروبار کی شکل میں، بزنس مینجرز ان پلیٹ فارمز کو استعمال کرتے ہیں۔ اپنے اور بزنس مین، دونوں کے فائدے کے لیئے۔ بزنس، اصل میں، حوصلہ، کاروباری سوچ، بڑے دل، محنت، مستقل مزاجی اور اپنے ساتھ

دوسروں کو لے کر چلنے کا نام ہے۔یہی وجہ سے کہ ،بہت سارے بزنس مین مناسب تعلیم یافتہ ہوتے ہیں،اور اکثر تو کاروبار بھی انتہائی غربت سے شروع کرتے ہیں۔

پاکستان کے چند بڑے بزنس مین، جن کے پاس آج ہزاروں بزنس مینجرز کام کر رہے ہیں۔

میاں محمد منشاء صاحب، صدرالدین ہاشوانی صاحب، چوہدری ذوالفقار صاحب، ملک ریاض صاحب

حدیث پاک: دنیا کے 10 حصہ رزق میں سے 9 حصہ رزق تجارت (کاروبار)، میں ہے۔ (مفہوم حدیث پاک)

مشورہ: لہذا کاروبار کو ہی ترجیح دیں۔یادرہے، کہ عام طور پر اکثر کاروبار، 10 سے 20 سال میں جا کر سیٹ ہوتے ہیں۔لہذا صبر حوصلہ اور مستقل مزاجی انتہائی ضروری ہے۔اپنی طرف سے محنت، ایمانداری، لگن، مستقل مزاجی، کے ساتھ کام شروع کریں، اور نتیجہ اپنے رب پر چھوڑ دیں۔ان شاءاللہ تعالیٰ، کامیاب ہوں گے۔کاروبار، کریں، یہ راستہ عام طور پر طویل اور دشوار ہوتا ہے، مگر اس میں برکت، راحت اور آسانی بھی ہے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

3۔ اپنے منافع کے مارجن کو کم نہ کریں، یہ آپ کی بزنس لائف لائن ہے۔اپنے کاروبار کا خون بہنے نہ دیں۔

گراس پرافٹ کو کبھی نہیں منایا جانا چاہیے، یا اسے سنجیدگی سے نہیں لینا چاہیے، کیونکہ اصل چیز دن کے اختتام پر خالص منافع (نیٹ پرافٹ) ہے۔خواہ سروس انڈسٹری میں ہو، FMCG یا B2B ، کبھی بھی Competition کی وجہ سے یا کلائنٹس کے دباؤ میں، اپنے منافع کے مارجن پر سمجھوتہ نہ کریں، اور نہ ہی معیار کو گرائیں۔

منافع کے مارجن میں یہ کمی بالآخر تمام کاروباری کارروائیوں کو متاثر کرتی ہے، جیسے کہ آپ کے پاس تنخواہ میں اضافے اور ٹیم کے اراکین کی دیگر مراعات کے لیے بہت کم فنڈز ہوتے ہیں، اس لیے بالآخر، اچھی ٹیم کے اراکین آپ کو چھوڑنا شروع کر دیتے ہیں۔فنڈ کی کمی کی وجہ سے

آپ کا R&D سست ہو جاتا ہے، آپ اپنے پلانٹ اور مشینری کو اپ گریڈ کرنے کے قابل نہیں رہتے، آپ اپنے تمام انفراسٹرکچر کو اپ ڈیٹ نہیں کر سکتے، اور آپ اپنے کاروبار کو بڑھانے کے قابل نہیں رہتے۔

اور وہ کلائنٹ جس کے لیے آپ نے اپنے منافع کے مارجن پر سمجھوتہ کیا تھا، وہ بھی آپ کو چھوڑ دیتا ہے، کیونکہ آپ اسے وہ معیار نہیں دے سکے جس کی وہ آپ سے توقع کرتا ہے، جیسا کہ ہمیشہ یاد رکھیں، معیار کی ایک قیمت ہوتی ہے، اور اس لاگت کو اچھے منافع سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ نہ کہ اپنے منافع کو کم کرنے سے۔

کم منافع، زیادہ سیل، تمام حالات میں لاگو نہیں ہوتا ہے۔ لہذا، پہلے اپنی ٹارگٹ مارکیٹ، اپنی طاقت، کمزوریوں، مارکیٹ کے مواقع اور خطرات کو بہت احتیاط سے پہچانیں، اور پھر بہت احتیاط سے کاروبار میں داخل ہوں۔ زیادہ تر لوگ منافع کے لیے کاروبار چلاتے ہیں، عوامی خدمت یا خیرات کے لیے نہیں۔ اگر آپ کے پاس اچھا منافع ہے، تو آپ کے پاس ٹیم کی فلاح و بہبود کے لیے زیادہ بجٹ، R&D کے لیے زیادہ فنڈز ہوتے ہیں، آپ پیشہ ورانسانی وسائل کو راغب کر سکتے ہیں وغیرہ۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بہت زیادہ منافع آپ کو مارکیٹ سے باہر کرنے پر مجبور کر سکتا ہے، لیکن بہت کم منافع آپ کو کاروبار سے مکمل طور پر ختم کر سکتا ہے۔ لہذا زیادہ منافع بہت خطرناک ہے، لیکن بہت کم منافع بھی انتہائی مہلک ہے۔ لہذا مناسب منافع ضرور رکھیں۔

کچھ عالمگیر اصول ہیں، نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ باقی سب کے لیے بھی، جیسے::: وہ لوگ، جو دوسروں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے ہیں، شائستگی سے پیش آتے ہیں، جو محنت کرتے ہیں، ایمانداری، خلوص، پیشہ ورانہ مہارت رکھتے ہیں، صبر و تحمل، اور بصیرت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ، عام طور پر، کاروبار اور دنیا کے دیگر معمول کے معاملات میں بھی کامیاب ہوتے ہیں۔

آخر میں یاد رکھیں: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ ہمیں ایمانداری اور خلوص کے ساتھ اپنی پوری کوشش کرنی ہے اور پھر نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا ہے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ آپ ہمیشہ کامیاب رہیں گے۔

4۔ کاروبار میں ذاتی تعلقات کا استعمال کرنے کی زیادہ کوشش نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ کوالٹی، معیار اور برانڈ پر محنت کرنی چاہیئے۔

بعض اوقات ہم یہ ماننا شروع کر دیتے ہیں کہ مختلف کلائنٹس، سپلائرز، کاروباری ساتھیوں وغیرہ کے ساتھ ہمارے ذاتی اور براہ راست رابطے، ہمارے کاروبار کو اچھی طرح سے بڑھانے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ اور ہمارے وقت کا بڑا حصہ ملنے ملانے وغیرہ پر صرف ہوتا ہے۔ کچھ حد تک اور محدود علاقوں میں یہ درست بھی ہے، لیکن اہم کاروباری دنیا اور طریقوں میں یہ کاروبار کے لیے تباہ کن اور انتہائی مہلک ہے۔ جیسا کہ وقت پیسہ ہے اور سب سے بڑا اثاثہ ہے جو کسی کے پاس ہو سکتا ہے۔ ایک کاروباری آدمی کے طور پر، ہمیں اپنی مصنوعات اور خدمات کے معیار پر توجہ مرکوز کرنی ہو گی، جو بالآخر دوسروں کو ہمارے ساتھ ہاتھ ملانے پر مجبور کر سکتا ہے۔

ایک اچھے بزنس مین کے طور پر سسٹم بنانے میں زیادہ وقت صرف کرنے کی کوشش کریں، اس سے آپ کے پروڈکٹ کے معیار اور خدمات میں باقاعدگی سے بہتری آسکتی ہے۔ یہ بالآخر دوسروں کو آپ کے قریب آنے پر مجبور کرے گا۔ اپنی مصنوعات اور خدمات کو اس اعلیٰ معیار تک پہنچائیں کہ آپ کی مصنوعات خود بخود دوسروں کے لیے ترجیحی آپشن بن جائیں، معیار اور خدمات کی بنیاد پر، نہ کہ ذاتی یا براہ راست رابطوں کی بنیاد پر۔

برانڈز بنائیں، صرف مصنوعات ہی نہیں: عام طور پر، برانڈز راتوں میں نہیں بنتے، برسوں کی قربانیاں، کوششیں، معیار کی جانچ، غلطیوں سے سیکھنا، اور پیشہ ورانہ مہارت ان سب کی ضرورت ہوتی ہے۔ چاہے آپ FMCG کاروبار میں ہوں یا B2B، ہر جگہ برانڈز کی ضرورت اور تعریف کی جاتی ہے۔

پاکستان سے کچھ مثالیں: نشاط گروپ، کینڈی لینڈ، پیکجز، مچلز فروٹ فارمز، کچن کوزین، یونی ورتھ شرٹ اور ٹائی شاپ، کیک اینڈ بیکس، صوفی آئل اینڈ فوڈ، EBM Biscuit، Lu Biscuit، Volka Food وغیرہ۔

آخر میں یاد رکھیں: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ ہمیں ایمانداری اور خلوص کے ساتھ اپنی پوری کوشش کرنی ہے اور پھر نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑنا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ ہمیشہ کامیاب رہیں گے۔

جیسا کہ کچھ عالمگیر اصول ہیں، نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ باقی سب کے لیے بھی، جیسے وہ لوگ، جو دوسروں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے ہیں، شائستگی سے پیش آتے ہیں، جو محنت کرتے ہیں، ایمانداری، خلوص، پیشہ ورانہ مہارت رکھتے ہیں، صبر و تحمل، اور بصیرت رکھتے ہیں۔ایسے لوگ، عام طور پر، کاروبار اور دنیا کے دیگر معمول کے معاملات میں بھی کامیاب ہوتے ہیں۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

5۔ پاکستان کے بدترین معاشی حالات کی ایک بہت بڑی وجہ پاکستانی بزنس مین کی تذلیل کرنا اور ان کو ڈرانا اور Tension دینا ہے۔اپنے سیاسی مفادات کے لیے ملک کی معاشی ریڑھ کی ہڈی سے مت کھیلیں۔

خواہ عمران خان کی حکومت ہو، یا نواز شریف یا زرداری کی، یہ تمام ہی ہمیشہ , IMF امریکہ، سعودی عرب، UAE وغیرہ کی تو انتہائی خوشامد کرتے ہیں۔اور ہر جائز اور ناجائز بات کو خوشی خوشی تسلیم بھی کر لیتے ہیں۔ بیرون ملک سے Investment کرنے والوں کو اپنے سر کا تاج بناتے ہیں۔اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔ مگر کم از کم اپنے ملک کے کاروباری افراد کو ذلیل تو مت کریں۔ہم پاکستانیوں کو عادت پڑ گئی ہے، IMF, امریکہ، سعودی عرب، UAE وغیرہ کی ہر وقت تعریف کرنے کی، اور اپنے لوگوں میں ہر وقت کیڑے نکالنے کی۔

یاد رہے، پاکستان کی اصل معاشی ریڑھ کی ہڈی IMF, امریکہ یا سعودی عرب نہیں ہے۔پاکستان کی اصل معاشی ریڑھ کی ہڈی، پاکستان کے پہلے بڑے 1000 بڑے بزنس مین ہیں۔ان 1000 افراد سے پاکستان کے کروڑوں لوگ وابستہ ہیں۔ امریکہ، IMF، سعودی عرب اور UAE وغیرہ کی تو ہماری حکومتوں کو، منت ترلے، بھی کرتے ہوئے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی، مگر اپنے بزنس مین کو ہماری حکومتیں ذلیل بھی خوب کرتی ہیں اور بدنام بھی خوب کرتی ہیں۔ہم پاکستانیوں میں کئی کمزوریاں ضرور ہیں، مگر الحمدللہ رب العالمین، ہم اتنے بھی برے نہیں ہیں، جتنا برا ہمیں بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

آج کل بہت سے سیاستدان یہ کہتے رہتے ہیں کہ پاکستان کو چند امیر لوگوں نے لوٹا ہے، کبھی ڈرگ مافیا کے نام پر تاجروں کو گالیاں دی ہیں، کبھی سیمنٹ مافیا کے نام پر تاجروں کی تذلیل کی ہے۔ کبھی بزنس مین کو پیٹرول مافیا وغیرہ کہہ کر لوگوں کی نظروں میں کا امیج گرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مقصد عوام کی ہمدردیاں جیتنا ہے، تاکہ عوام کی نظریں سیاست دان کی نااہلی پر نہ جائے بلکہ، سارا ملبہ ان امیر بزنس مین پر ڈالا جائے اور یہ بزنس مین عوام کی نظروں میں رسوا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، پاکستان کے 1000 امیر ترین افراد، فیکٹریاں یا کاروبار ہی اصل میں دنیاوی طور پر 22 کروڑ پاکستانیوں کے بوجھ کا اکثر حصہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ کسی فیکٹری سے 500، تو کسی سے 5000 اور کسی ادارے سے 25000 افراد منسلک ہوتے ہیں۔ بے شک روزی تو اللہ تعالیٰ ہی عنایت فرماتے ہیں، مگر عام طور پر وسیلہ یہ فیکٹری مالکان، کاروباری شخصیات ہی بنتے ہیں۔ دکھ کی بات ہے کہ، کئی لوگ اس وسیلہ کی قدر کرنے کی بجائے اس کو ہر وقت تنقید کا نشانہ بنائے رکھتے ہیں۔

رزق بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے، لیکن براہ کرم اس ذریعہ کا احترام کریں جس سے آپ کو یہ حاصل ہوتا ہے۔ خدانہ کرے اگر آج پاکستان کے پہلے 1000 امیر لوگ اپنے کاروبار بند کردیں تو شاید چند ہی دنوں میں پاکستان دیوالیہ ہو جائے۔ وہ 1000 لوگ شاید دنیا کے کسی بھی ملک میں جائیں تو اور اپنی باقی زندگی عیش و عشرت میں گزار لیں گے، لیکن ہو سکتا ہے کہ ان 1000 افراد کے جانے کے بعد پاکستان بد ترین معاشی بحران کا شکار ہو جائے، کیونکہ یہ صرف 1000 امیر افراد ہی نہیں، وہ۔ پاکستان کے 1000 اہم ترین کاروباری دماغ بھی ہیں۔ اور وہ پاکستان کی معاشی ترقی کی اصل ریڑھ کی ہڈی ہیں۔

بھٹو نے تاجروں کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کی۔ اور کہنے لگے کہ کچھ امیر ترین لوگوں یا خاندانوں نے پاکستان کی دولت لوٹ لی ہے اور یہ امیر لوگ مزدوروں اور غریبوں کا خون چوستے ہیں وغیرہ۔

عوام کی ہمدردیاں اور ووٹ حاصل کرنے کے لیے بھٹو حکومت نے پاکستان کے تمام بڑے کارخانوں اور کاروباروں پر قبضہ کر لیا۔ اور مزدوروں کو ان کاروباروں کا انچارج بنا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شروع شروع میں تو غریب لوگ بہت خوش تھے کہ مالکان جا چکے ہیں اور اب وہ کچھ بھی کرنے کے لیے آزاد ہیں، لیکن وہ غریب فیکٹری مزدور اور یہ کارخانے بہت جلد مالی طور پر تباہ ہو گئے، کیوں کہ اصل ہنر ان کو چلانے کا صرف کارخانوں کے مالکان کو ہی تھا۔ پاکستان بد ترین معاشی بحران میں داخل ہو چکا تھا۔

اور پھر وہ وقت بھی آیا جب حکومت نے فیکٹری مالکان سے منتیں کی کہ وہ واپس آ جائیں، اور اپنا کاروبار کریں، لیکن بہت سے فیکٹری مالکان ملک چھوڑ کر جا چکے تھے، اور بہت سے حکومت کے ذلت آمیز رویے کی وجہ سے واپس نہیں آئے۔ ان میں سے کئی نے واپس آنے سے انکار

کر دیا۔ جس کے نتیجے میں آج تک پاکستان اس معاشی تباہی کے اثرات سے نہیں نکل سکا۔ جس طرح پاکستان کو فوج، عدلیہ، علماء، اساتذہ، سیاست دانوں اور زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی ضرورت ہے، اسی طرح اسے کاروباری افراد کی بھی ضرورت ہے۔

اگر امریکہ آج سپر پاور ہے تو وہ اپنی 1000 بڑی کمپنیوں کی وجہ سے سپر پاور ہے۔ یہ 1000 کمپنیاں بنیادی طور پر USA کا معاشی سائیکل چلاتی ہیں۔

مختصر یہ کہ پاکستانی کاروباری افراد فرشتے نہیں ہیں، ان سے بہت سی غلطیاں بھی ہوتی ہیں، لیکن سیاستدانوں کو اپنے مفاد کے لیے عوام اور کاروباری کے درمیان نفرت پیدا نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ بھٹو شاید اس نفرت کو ہوا دے کر اپنا کچھ وقتی سیاسی فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہو گئے ہوں لیکن پاکستان ابھی تک اس کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔ بیکو فیکٹری کی ویران اور برباد دیواریں آج بھی بھٹو کے غلط فیصلوں پر رو رہی ہیں۔ کاروبار برسوں اور کئی نسلوں کی جدوجہد پر قائم ہوتے ہیں، اپنے سیاسی مقاصد کے لیے انہیں قربان نہ کریں۔

اللہ تبارک وتعالی حضور ﷺ کے صدقے و طفیل تمام مسلمانوں کے تمام گناہوں کو معاف فرمائیں اور ہم سب کو فوری ہدایت عطا فرمائیں اور ہم سب کو ہمیشہ اپنی حفظ وامان میں رکھیں اور ہم سب کو ہمیشہ خوش و خرم رکھیں۔ آمین

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

6۔ پاکستان میں ایک بہت بڑا ایسا مافیا ہے، جو کہ اصل میں پاکستان کے کئی مسائل کی جڑ ہے۔ مگر ہم اس مافیا کا نام تک نہیں لیتے۔ اور وہ ہے، پاکستانیوں میں مایوسی پھیلاو، مافیا۔

اس مافیا کی چند نشانیاں۔ ہائے پاکستان میں کتنے برے حالات ہیں۔ ہائے پاکستان میں کتنی کرپشن ہے۔ ہائے پاکستان میں تو کوئی سسٹم ہی نہیں ہے۔ ہائے پاکستان میں کتنی مہنگائی ہے۔ ہائے پاکستان میں معیار تعلیم اور صحت کی سہولیات کتنی کم ہیں۔ ہائے پاکستان، کی فوج سارے پاکستان کا بجٹ کھا جاتی ہے۔ ہمیں فوج کی کوئی ضرورت نہیں۔ وغیرہ۔

بے شک مہنگائی بہت ہے، لیکن الحمدللہ رب العالمین، لوگوں کی قوت خرید میں بھی گزشتہ 30 سال میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ، کئی معاملات میں حالات واقعی پریشان کن ہیں، مگر الحمدللہ رب العالمین، حالات اتنے بھی برے نہیں، جتنے، یہ "مایوسی بریگیڈ" والی مافیا پھیلا کر پاکستانی عوام کا حوصلہ توڑنے کی ناکام کوشش کرتی رہتی ہے۔

گزشتہ سالوں میں خواہ کوئی بھی حکومت آئی ہو، خواہ نواز شریف کی ہو یا پیپلز پارٹی کی، یا مشرف کی یا عمران خان کی۔۔۔ الحمدللہ رب العالمین، بحیثیت مجموعی پاکستانیوں کا معیار زندگی گزشتہ 30 سالوں میں بہت بہتر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، کئی مسائل کے باوجود بھی پاکستان معاشی، دفاعی، اور معاشرتی تقریباً تمام ہی شعبوں میں بہتر ہوتا جا رہا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے، کہ کرپشن اور کئی لوگوں کی نااہلی کی وجہ سے یہ ترقی کی رفتار اتنی تیز نہیں رہ سکی، جتنا شاید ہماری خواہش تھی۔ مگر اتنے بھی برے حالات نہیں جتنے یہ مایوسی بریگیڈ مافیا والے شور مچاتے ہیں۔

پاکستان کا عربی ترجمہ، مدینہ منورہ بنتا ہے (پاک لوگوں کے رہنے کی جگہ)۔ اور مدینہ منورہ کا اردو ترجمہ، پاکستان بنتا ہے۔ یہ کوئی اتفاق نہیں۔ کبھی سوچو۔۔ پاکستان 27 رمضان المبارک کو بنا۔۔ یہ کوئی اتفاق نہیں۔۔۔ امریکہ، اسرائیل، بھارت اور دنیا کی لاکھ کوششوں کے باوجود پاکستان دنیا کی اکلوتی مسلمان ایٹمی طاقت بن گیا ہے۔ یہ کوئی اتفاق نہیں ہے۔ گزشتہ 20 سالوں میں، دنیا کو انتہائی کوششوں کے باوجود پاکستان کا میزائل پروگرام دنیا کے بہترین میزائل پروگرام میں تبدیل ہو چکا ہے۔ یہ کوئی معمولی بات یا اتفاق نہیں ہے۔

میں تو صرف مایوسی پھیلانے کے خلاف ہوں۔ پاکستان کی سیاسی، فوجی، اور مذہبی قیادت سے کئی غلطیاں ضرور ہوئی ہیں، مگر الحمدللہ رب العالمین، ہم سب نے ان غلطیوں سے بہت سیکھا ہے۔ مایوس مت ہوں، انشاءاللہ تعالیٰ پاکستان بہت آگے جائے گا، ان شاءاللہ تعالیٰ، جلد ہی وہ وقت آنے والا ہے، جب اقوام عالم کے فیصلے اسلام آباد میں ہوں گے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

7۔ ملکی معیشت کے لیے بہتر کیا ہے؟ جمہوریت یا مارشل لا، (ڈیکٹیٹر شپ)۔ دیکھئے کہ 1991 کے بدترین معاشی بحران سے بھارت کیسے نکلا۔

بھارت میں 1991 میں بھی جمہوریت تھی، اور آج بھی جمہوریت ہے۔ لیکن، 1991 میں بھارت دیوالیہ ہونے والا تھا، اور اتنے برے حالات تھے کہ بھارت کے سنٹرل بنک کا سونا، تک، بنک آف انگلینڈ میں گروی رکھنا پڑا، تاکہ صرف، 60 کروڑ ڈالر کا قرضہ حاصل کیا جا سکے۔ اور آج وہی بھارت ہے، جس کے پاس 600 ارب ڈالر سے زائد کے ذخائر موجود ہیں۔ حالانکہ 1991 میں ایک پاکستانی کی اوسط سالانہ آمدنی 412 ڈالر تھی، اور ایک بھارتی کی اوسط سالانہ آمدنی تقریبا 300 ڈالر تھی۔ جبکہ اس وقت پاکستان میں چند سال پہلے ہی ضیاء الحق کا 10 سالہ مارشل لاء ختم ہوا تھا۔ جبکہ 2021 میں، گزشتہ تقریبا 14 سال سے پاکستان میں جمہوریت ہے، ایک پاکستانی کی اوسط سالانہ آمدنی تقریبا 1800 ڈالر ہے، اور ایک بھارتی کی اوسط سالانہ آمدنی تقریبا 2200 ڈالر ہے۔

بھارت کے معاشی حالات میں بہتری تب آئی جب، بھارتی حکومت نے 1991، 1992 میں کچھ بنیادی فیصلے کیے۔

1. بھارتی حکومت نے بزنس مین پر پابندیاں ختم کر دیں، اور پرمٹ کلچر کا خاتمہ کیا۔
2. بھارتی حکومت پہلے فیکٹریوں کی مصنوعات کی قیمتوں کا تعین خود کرتی تھی۔ اس سسٹم کو ختم کیا گیا۔ ہر فیکٹری والا، اپنی چیزوں کی قیمت اپنے حساب سے رکھ سکتا تھا۔
3. ڈالر کو کھلا چھوڑ دیا گیا۔ حکومت کا کنٹرول ڈالر سے ختم کر دیا گیا۔ اوپن مارکیٹ اکانومی کا سسٹم لانچ کر دیا گیا۔
4. ملٹی نیشنل کمپنیوں کو بھارت میں کاروبار کرنے کی اجازت دی گئی۔ اور حکومتی عمل دخل کو کاروباری شخصیات سے کم سے کم کر دیا گیا۔

ان اقدامات کے بعد بھارت میں مہنگائی کا ایک سیلاب آ گیا، اور افراط زر Inflation تقریبا 30 فیصد سے بھی بڑھ گیا۔ مگر بھارتی حکومت نے عوام کی تنقید اور پریشر کو برداشت کیا۔ اور آنے والے وقت میں حالات میں بہتری آنے لگی۔ بیرون ملک سے لوگ آ کر بھارت میں فیکٹریاں لگانے لگے، روزگار کے مواقع عوام کو ملنے لگے اور ملک میں ترقی کا دور شروع ہونے لگا۔ **دوسری طرف، چین، دوبئ، سعودی عرب، میں جمہوریت نہیں ہے، مگر معاشی حالات پھر بھی بہت اچھے ہیں۔** کیونکہ، معاشی پالیسیاں اچھی بنائی ہیں اور ان پر سختی سے عمل بھی کیا جاتا ہے۔ تو ثابت ہوا، معیشت کا تعلق جمہوریت یا ڈیکٹیٹر شپ سے اتنا نہیں ہے، جتنا درست معاشی پالیسیوں سے ہے۔

چند تجاویز، پاکستانی معیشت کی بہتری کیلیئے

1۔ ڈالر کو زبردستی کم قیمت پر رکھنے کی کوشش مت کریں۔ بلکہ ڈالر کو کھلا چھوڑ دیں۔

2۔ صرف عوام کی وقتی خوشی اور حمایت حاصل کرنے کے لیئے قیمتوں کو زبردستی کم کرنے کے ڈرامے کرنا چھوڑ دیں۔

3۔ فری مارکیٹ اکانومی کو اپنائیں، اور سٹیل مل، اور اس جیسے اداروں کو فوری طور پر فروخت کر دیں۔

4۔ حکمران عوام کو سچ بتائیں، عوام کو خوش کرنے کے لیے جھوٹی خوشخبریاں نہ سنایا کریں، بلکہ ملکی مفاد میں سخت معاشی فیصلے کرنے کی ہمت پیدا کریں۔

جمہوریت کئی کمزوریوں کے باوجود بھی ڈیکٹیٹر شپ، سے عام طور پر بہتر ہی ہے۔ لیکن سیاسی لیڈران کو بھی درست معاشی پالیسیوں کو ہی اپنانا پڑے گا، خالی جمہوریت سے ہی کام نہیں چلے گا۔ معیشت کے عالمی نظام کو سمجھیں اور اس کے مطابق پالیسیوں کو ترتیب دیں۔ بھارت نے اپنی غلطیوں سے سیکھا اور آج کافی بہتر حالت میں ہے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

8۔ پاکستانی بزنس، اور معیشت کا ایک انتہائی مثبت پہلو۔ جو اس کی اصل طاقت ہے۔

کبھی آپ نے سوچا، کہ دنیاوی طور پر ہماری GDP بھی کم ہے، Per Capita Income بھی کم ہے، مگر پھر بھی، الحمدللہ رب العالمین، ہمارے ملک میں کاروبار انتہائی تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔ ڈالر کے جھٹکے، Covid اور دیگر کئی مشکلات کے باوجود بھی پاکستانی اکانومی اتنی بری نہیں جا رہی، جتنا ظاہری طور پر ہونی چاہیئے۔

امریکہ، اور یورپ میں، گھر، گاڑیاں، بلکہ موبائل فونز تک Credit پر خریدے جاتے ہیں۔ یعنی صرف 10 یا 20 فیصد دے کر گھر، کاروبار، گاڑیاں لے لو، باقی عمر بھر قسطیں جمع کرواتے رہو۔ یعنی جو آپ کا نہیں ہوتا، وہ آپ کے پاس ہوتا ہے، مگر اصل میں آپ اُس کے مالک نہیں ہوتے۔

ہوتا وہی ہے، جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں، مگر دنیاوی طور پر پاکستانی بزنس کی سب سے بڑی طاقت، Cash Economy ہے۔ پاکستان کا 90 فیصد سے زیادہ کاروبار کیش پر ہوتا ہے۔ پاکستان میں گھر یا زمین کی خریداری 95 فیصد لوگ کیش پر کرتے ہیں۔ پاکستان میں گاڑیاں بھی 80 فیصد سے زیادہ کیش پر خریدی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، پاکستان میں جس کے پاس جو ہے، جتنا ہے، اس کا اپنا ہے۔ 100 فیصد اپنا۔ جبکہ امریکہ اور یورپ کے اکثر لوگوں کے پاس جو نظر آتا ہے، وہ اصل میں ان کا اپنا نہیں ہوتا، بلکہ بنکوں یا دیگر مالیاتی اداروں کا ہوتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین، Cash Based Economy, میں برکت بھی زیادہ ہوتی ہے، اور طاقت بھی انتہائی زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے Cash Based Economy وہ تمام جھٹکے برداشت کر سکتی ہے، جس کا Credit Based Economic System تصور بھی نہیں کر سکتا۔

بے شک پاکستان میں مہنگائی بہت بڑھی ہے، لیکن الحمد للہ رب العالمین، لوگوں کی قوت خرید میں بھی گزشتہ 30 سال میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ **گزشتہ 30 سالوں میں خواہ کوئی بھی حکومت آئی ہو،** خواہ نواز شریف کی ہو یا پیپلز پارٹی کی، یا مشرف کی یا عمران خان کی۔ الحمد للہ رب العالمین، بحیثیت مجموعی پاکستانیوں کا معیار زندگی گزشتہ 30 سالوں میں بہت بہتر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، کئی مسائل کے باوجود بھی پاکستان معاشی، دفاعی، اور معاشرتی تقریباً تمام ہی شعبوں میں بہتر ہوتا جا رہا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے، کہ کرپشن اور کئی لوگوں کی نااہلی کی وجہ سے یہ ترقی کی رفتار اتنی تیز نہیں رہ سکی، جتنا شاید ہماری خواہش تھی۔ مگر اتنے بھی برے حالات نہیں جتنے کئی لوگ شور مچاتے ہیں۔

9۔ چند اہم کاروباری نکات۔۔

1۔ اپنی زبان اور وعدہ پر ہمیشہ قائم رہیں۔

2۔ احتیاط اور وہم کا فرق سمجھیں۔ ضرورت سے زیادہ احتیاط میں مت پڑا کریں۔

3۔ کاروباری فیصلے کرنے میں زیادہ دیر مت کیا کریں۔ مناسب دیکھ بھال کر جلد فیصلہ کر لیا کریں۔

4۔ کاروباری نقصان پر بہت زیادہ پریشان مت ہوا کریں۔ اور منافع پر ضرورت سے زیادہ خوش بھی مت ہوا کریں۔ اعتدال کا دامن ہاتھ سے مت جانے دیں۔

5۔ وہ بننے کی کوشش مت کریں، جو آپ نہیں ہیں۔ نہ اپنے آپ کو دھوکہ دیں، نہ دوسروں کو متاثر کرنے کی کوشش کریں۔

6۔ لوگوں پر اعتماد کرنا سیکھیں، بے شک کئی لوگ دھوکہ بھی دیتے ہیں، مگر آپ اکیلے کچھ نہیں کر سکتے، لہذا اچھے لوگوں پر مشتمل ٹیم بنانا سیکھیں، اور لوگوں کو اختیار دیں، ہر کام میں خود اکیلے ہی فیصلے مت کیا کریں۔

7۔ اپنے بجٹ میں رہ کر کام کرنا سیکھیں۔ ادھار اور قرض سے زیادہ سے زیادہ بچنے کی کوشش کریں۔

8۔ لوگوں کا پیسہ مارنے کی نیت کبھی مت رکھیں۔

9۔ بہت زیادہ سوچ، کاروبار کے لیئے انتہائی خطرناک ہے۔ کیونکہ اس طرح انسان وہمات کا شکار ہو جاتا ہے۔ مثبت سوچ رکھا کریں۔ مایوس مت ہوا کریں۔ اپنے رب پر بھروسہ کرنا سیکھیں۔

10۔ اپنی غلطیوں کو تسلیم کرنا سیکھیں، اور لوگوں سے ضرورت سے زیادہ متاثر مت ہوا کریں۔

11۔ محنت اور ایمانداری، کو اپنا شیوہ بنالیں۔ جھوٹ کو اپنے سے الگ کر لیں۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

10۔ جنت کے ٹکٹ سے مریخ تک کا سفر۔

آج سے چند سو سال پہلے تک، ترکی، ہندوستان، اور عرب کے علاقے دنیا کے ترقی یافتہ ترین علاقے تھے، جبکہ آج یہی علاقے یورپ اور مغرب کے آگے انتہائی پسماندہ اور غریب ہیں۔ آئیے، آج مل کر ان معاملات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

1: **کئی سو سال تک یورپ پادریوں کے چنگل میں پھنسا رہا،** یہ پادری طبقہ عوام سے خوب چندے اکھٹے کرتا تھا، اور دین کے نام پر مسلمانوں کے خلاف جنگوں پر بھی اکساتا تھا، اور کہتا تھا، کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، اور ہم کو شکست نہیں ہو سکتی۔ مگر جب صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس کو فتح کیا، اور اس سے ان جنونی پادریوں کا موقف غلط ثابت ہو گیا۔ یہ تھا وہ پہلا موقع جب، عام عوام نے پادریوں کے خلاف سوچنا شروع کر دیا، کہ پادری تو جھوٹ کہتے تھے، کہ ہمیں شکست تو ہو ہی نہیں سکتی۔

2: **یورپ کے اکثر حصوں میں عام تعلیم پر پابندی تھی،** فلسفہ، سائنس، اور دیگر علوم پر نہ صرف کئی مقامات پر پابندی تھی، بلکہ ارسطو، افلاطون وغیرہ کی کتابیں رکھنے پر باقاعدہ پابندی تک تھی۔ تاکہ لوگ آزاد سوچ نہ رکھ سکیں۔ بائبل کی مختلف زبانوں میں ترجمہ پر بھی پابندی تھی، عوام کو معلوم ہی نہیں تھا، کہ خدا کا اصل فرمان کیا ہے، جو پادری بتا دیتے تھے، اسی کو تسلیم کرنا پڑتا تھا۔ ریاست اور سیاست میں پادریوں کا شدید عمل دخل تھا۔

3: **جہالت اس حد تک بڑھ چکی تھی،** کہ پادریوں نے باقاعدہ چندہ کی رسیدیں دینی تک شروع کر دیں، جو جنت کے ٹکٹ کے نام سے مشہور ہوئیں۔ کہ جتنا زیادہ چندہ، اتنا زیادہ آرام اور سکون جنت میں۔ ان چندوں سے گرجا گھر تعمیر ہوتے، اور ان سے منسلک پادریوں کی شاندار

رہائش گاہیں تعمیر ہوتی تھیں۔ پادریوں کا گزر بسر ان ہی چندوں پر ہوتا تھا، اور وہ لوگوں کو ہر لحاظ سے کمتر ثابت کر کے، انہی عام لوگوں پر حکمرانی کرتے تھے۔

یورپ میں تبدیلی کب اور کیسے آئی۔۔۔

یورپ کے لوگوں کے دماغ کی بتی کو روشن کرنے میں ایک بہت بڑا رول ایک سرکش پادری کا ہی تھا۔ جس نے بائبل کا جرمن زبان میں ترجمہ کر کے لوگوں کو بتایا کہ، دیکھو، خدا ہم سے کیا کہتا ہے، اور روایتی پادری تم کو کیا کہتے ہیں۔ اس پادری کا نام مارٹن لوتھر تھا، اور بائبل کا جرمن زبان پر ترجمہ میں اس پر مقدمہ بھی قائم ہو گیا۔ مارٹن لوتھر نے پوسٹر بنایا، جس میں روایتی پادریوں سے 90 سے زائد سوالات کا جواب مانگا گیا۔ پادریوں کے پاس ان سوالات کے جوابات نہیں تھے۔ مگر اس پوسٹر والے عمل سے عام عوام پر روایتی پادریوں کی اصلیت کھل کر آ گئی۔ مارٹن لوتھر، روپوش ہو گیا، اس کی کتابوں کو آگ لگا دی گئی، مگر یہ تحریک بند نہ ہو سکی، لوگوں کے شعور کا سفر شروع ہو گیا تھا۔ آنے والے چند سالوں میں یورپ کے کئی ممالک نے روایتی پادریوں کا باقاعدہ بائیکاٹ کر دیا، اور آزادانہ سوچ کو فروغ دینا شروع کر دیا، فلسفہ، سائنس اور دیگر مضامین کی تعلیم دوبارہ شروع کر دی گئی۔ اور ساتھ ساتھ کارخانے اور فیکٹریاں لگانی شروع کر دی گئیں۔ اور اس طرح Industrialization کا ایک سفر شروع ہو گیا۔

برصغیر، ترکی اور عرب، میں الٹا کام شروع ہو گیا، سائنس، فلسفہ اور دیگر مضامین پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ کارخانوں اور فیکٹریوں پر توجہ نہیں دی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا، کہ مغل بادشاہ، جہانگیر کو انگریزوں نے بندوق کا تحفہ دیا۔ برصغیر کے حکمرانوں، اور ترکی کے حکمرانوں نے خود بندوق اور جدید اسلحہ بنانے پر کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ کیونکہ یہاں اعلی تعلیم یافتہ لوگ اور اعلی دنیاوی تعلیم کے ادارے موجود ہی نہیں تھے۔ اور نہ ہی یہ حکمرانوں کی ترجیح رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ، 1600 سے لے کر 1850 تک یورپ سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں برصغیر، ترکی، اور عرب سے بہت آگے نکل گیا۔ مسلمان اپنی ذاتی جائیدادیں بنانے، باہمی لڑائیوں، فرقہ واریت وغیرہ میں ہی پڑے رہے۔

حقیقت یہ ہے، کہ گورے کو گالیاں دینے سے بات نہیں بنے گی، اپنے آپ کو ہمیں علم، سائنس کے میدان میں منوانا ہو گا۔ آج گورا تو مریخ پر جا رہا ہے۔ اور ہم صرف باتوں کے ہی شیر رہ گئے ہیں۔ آتا جاتا کچھ ہے نہیں، باتیں اور دعوے دنیا جہاں کے کروا لیں ہم سے۔

آخر اب کریں تو کیا کریں۔ یورپ کی ترقی کا سفر تب شروع ہوا تھا، جب عوام تک بائبل کا ترجمہ پہنچا تھا، اور لوگوں کا شعور بلند ہونا شروع ہوا تھا۔ سب سے پہلے قرآن پاک کا اردو یا انگریزی ترجمہ پڑھنا شروع کریں، ان شاءاللہ تعالیٰ، اس سے آپ کا شعور بلند ہونا شروع ہو گا۔ قرآن و

حدیث، کے ساتھ دنیاوی تعلیم اور دنیاوی معاملات میں بھی خوب حصہ لیں، اور کسی بھی عالم دین یا سیاسی لیڈر کی اندھی تقلید میں مبتلا مت ہوں۔ ان شاءاللہ تعالٰی، دین اور دنیا دونوں میں کبھی ناکام نہیں ہوں گے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

11۔ کسی انسان کی کامیابی یا ناکامی میں، آخر کتنا حصہ، اس کی تعلیم، اور محنت کا ہوتا ہے؟ اور کتنا حصہ تقدیر (قسمت) کا ہوتا ہے؟

کئی چیزوں میں اللہ تعالٰی نے انسان کو اختیار دیا ہوا ہے۔ مثلاً: اچھائی یا برائی کا انتخاب کرنا۔ اچھے یا برے اخلاق اپنانے کا، اپنی مرضی کا کاروبار، نوکری کرنے کا۔ اپنا فرقہ، یا مذہب تبدیل کرنے کا، جیسا کہ بہت سارے عیسائی، اور کافر ہر سال اپنی مرضی سے اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ اور کئی بدبخت اپنی مرضی سے مسلمان سے کافر بھی ہو جاتے ہیں، جیسا مرزا قادیانی، مسلمان سے قادیانی (کافر)، ہو گیا۔۔ وغیرہ وغیرہ۔

مگر کچھ چیزوں میں انسان کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ مثلاً، زندگی اور موت میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ موت اپنے مقررہ وقت پر آ کر رہتی ہے۔ کوئی علاج یا دوائی موت کو ٹال نہیں سکتی۔ اللہ تعالٰی کی مہربانی سے دوائی کے استعمال سے تکلیف میں کمی تو ہو سکتی ہے، مگر موت کا وقت ٹل نہیں سکتا۔ اصل میں اللہ تعالٰی، نے انسان کو عقل عطا کی ہوئی ہے، لہذا انسان کو اس کی عقل اور شعور، درست اور غلط کی پہچان بتا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے، کہ اسلام آج بھی دنیا کا سب سے تیزی سے پھیلتا ہوا مذہب ہے، کیونکہ اسلام دین فطرت ہے، اور لوگ جب عقل استعمال کرتے ہیں، تو دوسرے مذاہب چھوڑ کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔

کچھ معاملات میں انسان کی کامیابی یا ناکامی، انسان کے عمل، محنت اور نیت سے بھی مشروط ہوتی ہے۔ مثلاً، اگر کوئی اچھی نیت سے زیادہ نیک کام اور عبادت کرے، اور لوگوں کی مدد کرے، تو امید ہے کہ زیادہ اجر و ثواب حاصل کر لے گا۔ اسی طرح کئی دنیاوی معاملات میں زیادہ محنت کرنے والے عام طور پر اللہ تعالٰی، کی مہربانی سے اکثر کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔

اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے لئے، صرف خواہش کرنا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ عملی کوشش (سعی)، کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ خواہ دین میں ہو یا دنیا میں۔

فرمان الٰہی: جو شخص بھی دنیا کا طلب گار ہے ہم اس کے لئے جلد ہی جو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں، پھر اس کے بعد اس کے لئے جہنم ہے جس میں وہ ذلّت و رسوائی کے ساتھ داخل ہو گا۔ اور جو شخص آخرت کا چاہنے والا ہے اور اس کے لئے ویسی ہی سعی بھی کرتا ہے، اور صاحبِ ایمان بھی ہے، تو اس کی سعی یقیناً مقبول قرار دی جائے گی۔ سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 18 اور 19

یہ حقیقت ہے کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں، جو کم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود بھی دُنیاوی طور پر بہت کامیاب ہیں۔ لیکن عام طور پر تعلیم یافتہ اور محنتی لوگ ہی دُنیاوی طور پر زیادہ کامیاب رہتے ہیں۔ جس معاشرے میں تعلیم عام ہے اور لوگ محنتی بھی ہیں، وہ معاشرے اُتنے ہی زیادہ دُنیاوی طور پر خوشحال بھی ہیں۔ امریکہ اور یورپ اس کی ایک مثال ہیں۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ، سائنس، اور جدید دنیاوی تعلیم سے بھی خوب ہمکنار کریں۔ تاکہ ہم قرآن و حدیث اور دنیاوی تعلیم کے بہترین امتزاج کے ساتھ دنیا میں مسلمانوں کا لوہا منوا سکیں۔

اصل میں ہم پاکستانی اس وقت اندھی تقلید، اور جذباتیت کی بدترین بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ اس کا علاج صرف اور صرف قرآن و حدیث کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا، اور دنیاوی تعلیم کا حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے سے، ہمارا علمی اور شعوری معیار بلند ہونا شروع ہو گا، اور ہمیں صحیح اور غلط کا فرق کرنا آئے گا۔ لہذا انسان کو چاہیے، کہ، وہ محنت اور ایمانداری کے ساتھ اپنا کام کرے، جتنا اُس کے اختیار میں ہو۔ اور پھر اپنے رب سے کامیابی کے لیے دُعا بھی کرے، اور نتیجہ اپنے رب پر چھوڑ دے۔ اور اپنی زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوشنودی بنا لے۔ جس کام سے لگے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو گا، وہ کام کر لے، اور جس کام سے لگے کہ، اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا، اُس سے بچے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ، دُنیا اور آخرت کی کامیابی ہمیشہ ملے گی۔

12۔ کئی کم علم لوگ کہتے ہیں کہ، پاکستان ایک غیر محفوظ ملک ہے۔ کیا پاکستان میں انسان کا جان ومال، اولاد اور ایمان، زیادہ محفوظ ہے، یا امریکہ، یورپ، UAE، سعودی عرب، وغیرہ میں ہے؟ آج حقائق جانیئے۔

واقعی امریکہ، یورپ، دبئی اور سعودی کی محبت میں مبتلاء کئی لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ، شاید پاکستان میں وہ غیر محفوظ ہیں، جبکہ حقائق کچھ اور ہی ہیں۔ پاکستان اور امریکہ کی آبادی میں کوئی بہت زیادہ فرق نہیں ہے، پاکستان کی آبادی تقریبا 23 سے 24 کروڑ ہے، جبکہ امریکہ کی آبادی تقریبا 34 کروڑ ہے۔

لیکن امریکہ میں اچھی سڑکوں اور اچھی گاڑیوں کے باوجود سالانہ 2 لاکھ سے زائد لوگ ٹریفک حادثات میں مارے جاتے ہیں۔ جبکہ پاکستان میں خراب سڑکوں، کمزور گاڑیوں اور کمزور ٹریفک قوانین کے باوجود، یہ تعداد تقریبا 28 ہزار اموات سالانہ ہے۔ امریکہ میں اعلیٰ ترین ہسپتال اور طبّی سہولیات، مگر COVID سے 11 لاکھ سے زیادہ لوگوں کی اموات ہوئی ہیں، پاکستان میں غربت اور طبّی سہولیات کا شدید فقدان، مگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پاکستان میں بہت بچت ہوئی، اور تقریبا 30 ہزار افراد کی اموات ہوئی ہے۔ امریکہ میں سالانہ تقریبا 35 سے 40 ہزار لوگ Gun Violance (دہشت گردی)، سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ جبکہ پاکستان میں گزشتہ 20 برس سے تقریبا 1 لاکھ 20 ہزار، لوگ دہشت گردی وغیرہ سے شہید ہوئے ہیں۔ یعنی تقریبا 6 ہزار لوگ سالانہ۔ ہم پاکستانی بدنام زیادہ ہیں، بد اتنے نہیں ہیں۔

یعنی امریکہ میں مرنے کے دنیاوی طور پر امکانات پاکستان سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ لہذا امریکہ میں رہنا کوئی زندگی کی ضمانت نہیں ہے۔

یہ تو میرے رب کی مرضی ہے، کہ، کسی کو کتنا زندہ رکھے اور جہاں چاہے موت دے دے۔ لہذا پاکستان سے بھاگ کر آپ اپنی زندگی بڑھا نہیں سکتے ہیں۔ اصل طاقت تو میرے رب کے اختیار میں ہے۔

جن معاشروں میں ہم جنس پرستی، قانونی طور پر بھی جائز ہو، وہ معاشرے گند کے ڈھیر ہیں۔ اس گندی کے ڈھیر میں اپنے بچوں کو تربیت کرنا انتہائی مشکل ہے۔ پاکستان میں کئی کمزوریاں اپنی جگہ، لیکن شاید ہم اتنے بھی بد نہیں ہیں، جتنے بدنام ہیں۔ جس معاشرے میں جان کے محفوظ ہونے کی کوئی گارنٹی نہیں، اوپر سے اخلاقی اقتدار کی بھی تباہی نظر آرہی ہو، پھر رہ کیا جاتا ہے، صرف دنیاوی مالی بہتری وغیرہ۔۔۔

یہ حقیقت ہے کہ، دنیاوی مالی لحاظ سے پاکستان ،امریکہ یا یورپ وغیرہ سے کمزور ضرور ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے حالات اتنے بھی برے نہیں ہیں جتنے کئی مایوسی پھیلانے والے لوگ کہتے ہیں۔ 90 کی دہائی میں 30 سے 40 گھروں میں ایک گاڑی ہوتی تھی۔ وہ بھی سوزوکی FX یا مہران۔ سڑکوں پر سائیکلیں اور موٹر سائیکل ہی نظر آتے تھے۔ کیونکہ عام پاکستانی گاڑی خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا۔

اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے گزشتہ 30 سے 40 برسوں میں پاکستانیوں کی قوت خرید میں بھی بہت اضافہ ہوا ہے۔ کئی کمزوریوں اور بدانتظامیوں کے باوجود کروڑوں پاکستانی سائیکل سے موٹر سائیکل اور گاڑیوں پر شفٹ ہو چکے ہیں۔ آج خواہ حیدرآباد ہو، یا ساہیوال، یا پشاور ہو، یا مردان، کراچی ہو یا کوئٹہ ،لاہور ہو یا فیصل آباد، پاکستان کی سڑکیں گاڑیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر سے آج ایک عام پاکستانی گاڑی اور اچھی موٹر سائیکل خرید سکتا ہے، جس کا چند سال پہلے تصور بھی عام پاکستانی کے لیئے خواب تھا۔ شام کے وقت جس طرح شدید ترین غربت اور معاشی بدحالی کے مارے ہوئے لوگ آپ کو ڈھاکہ ، دہلی اور بمبئی کی سڑکوں پر لاکھوں کی تعداد میں نظر آتے ہیں، الحمد للہ رب العالمین، پاکستان میں اس کا تصور تک نہیں ہے۔

جہاں تک تعلق ہے، UAE اور سعودی عرب کا، وہاں پر ہم پاکستانی ایک مسلسل خوف کی فضاء میں رہتے ہیں، کہ غلطی سے بھی حکومت کے خلاف کوئی پوسٹ ہمارے Facebook یا واٹس ایپ سے شیئر نہ ہو جائے، ورنہ خاندان سمیت ہی غائب نہ ہو جائیں۔ عربی ہم کو دوسرے اور تیسرے درجے کا شہری سمجھتے ہیں، اور ہماری کتنی عزت کرتے ہیں، وہ ہم سب خوب جانتے ہیں۔ خواہ وہاں اب سور کا گوشت بکے یا بازاروں میں شراب عام ملے، یا مرد و خواتین نیم برہنہ بازاروں میں پھریں، کوئی وہاں ذرا اپنے زبان تو کھول کر تو دکھائے۔

لاکھ کمزوریوں اور کے باوجود، آج جتنا پریکٹیکل اسلام پاکستان میں موجود ہے، اتنا دنیا کے کسی دوسرے ملک میں نہیں ہے۔ **پاکستان میں کئی مشکلات ضرور ہیں، کرپشن ہے،** انتظامی نااہلی ہے، تعلیمی کمی ہے، غربت ہے وغیرہ وغیرہ، لیکن الحمد للہ رب العالمین، اتنے بھی مسائل نہیں ہیں، جتنے کئی مایوسی پھیلانے والے لوگ کہتے ہیں۔

ہمارا سب سے بڑا مسئلہ، دنیاوی تعلیم کا شدید فقدان اور قرآن وحدیث سے دوری ہے۔ ایک طرف تو دنیاوی تعلیم خوب حاصل کریں، تو ساتھ ساتھ قرآن وحدیث کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، دین اور دنیا دونوں میں ہمیشہ کامیاب ہی رہیں گے۔

13۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ، پاکستان کے حالات بہت خراب ہیں، اسی لیئے، پاکستان کے ذہین اور قابل لوگ پاکستان کو تیزی سے چھوڑ کر امریکہ یا یورپ وغیرہ میں شفٹ ہوتے جا رہے ہیں۔

ان مایوسی پھیلانے والے لوگوں سے کہیں، کہ جناب فکر مت کریں، الحمدللہ رب العالمین، قابل اور ذہین لوگ آج بھی پاکستان میں نہ صرف موجود ہیں، بلکہ کامیاب زندگی بھی گزار رہے ہیں۔ قابل اور ذہین لوگ ہر شعبہ زندگی میں اپنا فعال کردار ادا بھی کر رہے ہیں۔ جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ، گزشتہ 40 سالوں میں خواہ کوئی بھی حکومت آئی ہو، کئی کمزوریوں کے باوجود پاکستانی عوام کے معیار زندگی میں بحیثیت مجموعی انتہائی بہتری آئی ہے۔

جو لوگ پاکستان سے باہر جا کر پاکستانی حالات پر تنقید کرتے ہیں، ان سے درخواست ہے کہ، باہر بیٹھ کر تنقید کرنا بہت آسان ہے۔ اگر اس ملک سے اتنی ہی محبت ہے تو، آئیں واپس اور ہمارے مل کر پاکستان کی بہتری میں عملی کردار ادا کریں۔ خود تو اپنے بیوی بچوں کو لے کر اپنی زندگی بہتر گزارنے کے لیئے آپ خود تو باہر چلے گئے ہیں، اور اب ہم پاکستانیوں پر تنقید اور طنز کے نشتر چلاتے رہتے ہیں۔

جس آدمی کو محلے میں ایک کریانہ کی دکان چلانے کا بھی تجربہ نہ ہو، وہ بھی ملکی معیشت پر لیکچر جھاڑ رہا ہوتا ہے۔ **وہ انسان، جو مر کر بی اے پاس کرتا ہے**، اور نوکری میں بھی بس ٹوٹل کا ہی کام کرتا ہے، آتا جاتا بھی کچھ خاص نہیں ہے، اور عملی زندگی میں بھی ناکام ہے، مگر فوج، عدلیہ، بیوروکریسی اور سیاست پر ایسے بولے گا، کہ شاید اس سے بڑا افلاطون کئی اور ہے ہی نہیں۔

یاد رہے، کسی ملک کو تباہ کرنا ہو، تو اس کی عام عوام کو اس کے فوجی جرنیلوں، بڑے بزنس مین، ممتاز علماء کرام، اور بڑے سرکاری افسران کے خلاف کھڑا کر دو۔ حالانکہ یہی وہ اصل قابل اور ذہین ترین لوگ ہوتے ہیں، جو اللہ تعالٰی کی مہربانی سے، سالوں کی محنت اور ذہانت کے بعد اپنے اپنے شعبوں میں خاص مقام تک پہنچتے ہیں۔ **عام عوام کو گمراہ کر کے بتاؤ کہ**، یہ تمھارے ملک کے قابل ترین اور ذہین ترین لوگ ہی تمھاری محرومیوں اور تکالیف کا سبب ہیں۔ حالانکہ اصل میں دنیاوی طور پر یہی قابل ترین لوگ ہی ملک کا نظام چلا رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ عام عوام میں نہ تو اتنا شعور ہوتا ہے، اور نہ ہی اتنی قابلیت کہ حقائق کو سمجھ سکیں۔

حدیث پاک: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب لوگوں پر دھوکے سے بھرپور سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ بد دیانت کو امانت دار سمجھا جائے گا اور دیانت دار کو بد دیانت کہا جائے گا۔ اور رُوَیبِضَہ باتیں کریں گے، کہا گیا: رُوَیبِضَہ (کا مطلب) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”حقیر آدمی (عام آدمی)، عوام کے معاملات میں رائے دے گا۔“ ابن ماجہ-4036

لہذا عام آدمی کو ضرورت سے زیادہ ملکی معاملات میں نہیں بولنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی علمی اور ذہنی سطح اتنی نہیں ہے، کہ ملکی معاملات کی گہرائی کو سمجھ سکے۔ تمام دنیا میں ہی اصل معاملات اپنے اپنے ملک کے خاص لوگ ہی اصل میں چلا رہے ہوتے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہہ رہے، کہ، ان خاص لوگوں میں کوئی کمی نہیں، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ، یہ لوگ پاکستان کا انتہائی اہم سرمایہ ہیں، اور عام عوام ان کی فراست اور سمجھ تک نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن جو بات ان کی بھی قرآن و حدیث کے خلاف جاتی ہو، اس پر عمل مت کریں۔ کیونکہ ہدایت کا اصل سرچشمہ صرف اور صرف قرآن و حدیث ہی ہے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

14۔ پہلے عام لوگوں اور خاص لوگوں کا فرق سمجھیں۔ تاکہ آپ کو خاص لوگوں کی قدر ہو سکے۔

عام آدمی وہ ہے، جو معاشرے میں کوئی خاص مقام نہیں بنا پاتا، مگر ان کی اکثریت اپنی ناکامی کو تسلیم کرنے کی بجائے، دوسروں پر اپنی ناکامی کا ملبہ ڈالتی رہتی ہے۔ اور دوسروں پر تنقید کرنا ان کا خاصہ ہوتا ہے۔ عام لوگوں میں بھی اچھے برے، نیک بد، ہر طرح کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔

جبکہ، خاص لوگ وہ ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے انتہائی ذہین اور محنتی ہوتے ہیں، اور اپنے اپنے شعبوں میں انتہائی خاص مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر

1 پاکستان کے گریڈ 20 سے اوپر کے افسران،

2 پاکستان کے پہلے بڑے 500 بزنس مین،

3 پاکستان کے ٹاپ 50 کے انتہائی معتبر علماء کرام (مفتی تقی عثمانی صاحب، غامدی صاحب، ڈاکٹر اسرار احمد صاحب، پروفیسر احمد رفیق اختر صاحب وغیرہ)،

4 پاکستان کے ٹاپ کے سائنسدان (ڈاکٹر ثمر مبارک مند صاحب وغیرہ)،

5 پاکستانی فوج کے جرنیل۔

6 ہماری بڑی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اصل میں یہ لوگ پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ یہ لوگ پاکستان کا اصل دماغ ہیں۔ میرے جیسے عام پاکستانی کی ان شخصیات کے اور پاکستان کے آگے کوئی اوقات نہیں ہے۔ اصل میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، یہ لوگ پاکستان کو چلا رہے ہیں۔ باقی کروڑوں پاکستانی کو ان عظیم دماغوں کی قدر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہی دماغ کروڑوں پاکستانیوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔

حدیث پاک: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب لوگوں پر دھوکے سے بھرپور سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ بددیانت کو امانت دار سمجھا جائے گا اور دیانت دار کو بددیانت کہا جائے گا۔ اور رُوَیْبِضَہ باتیں کریں گے، کہا گیا: رُوَیْبِضَہ (کا مطلب) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''حقیر آدمی (عام آدمی)، عوام کے معاملات میں رائے دے گا۔'' ابن ماجہ-4036

لہذا عام آدمی کو ضرورت سے زیادہ ملکی معاملات میں نہیں بولنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی علمی اور ذہنی سطح اتنی نہیں ہے، کہ ملکی معاملات کی گہرائی کو سمجھ سکے۔ تمام دنیا میں ہی اصل معاملات اپنے اپنے ملک کے خاص لوگ ہی اصل میں چلا رہے ہوتے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہہ رہے، کہ، ان خاص لوگوں میں کوئی کمی نہیں، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ، یہ لوگ پاکستان کا انتہائی اہم سرمایہ ہیں، اور عام عوام ان کی فراست اور سمجھ تک نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن جو بات ان کی بھی قرآن وحدیث کے خلاف جاتی ہو، اس پر عمل مت کریں۔ کیونکہ ہدایت کا اصل سرچشمہ صرف اور صرف قرآن وحدیث ہی ہے۔